باب سوم

سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فتحِ مکہ

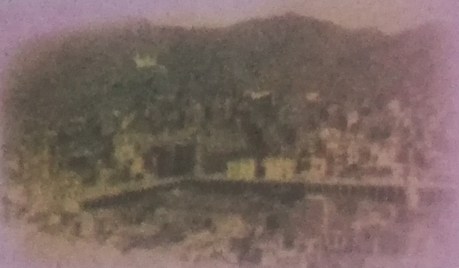

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کے مطالعے کے بعد طلبہ اس قابل ہو سکیں گے کہ:

- فتح مکہ کے اسباب و واقعات مختصر طور پر جان سکیں۔
- رسول اللہ ﷺ کے عفو و درگزر سے آگاہ ہو سکیں۔
- فتح مکہ کے اثرات سے واقف ہو سکیں۔

تعارف

فتح مکہ تاریخ اسلامی کا عظیم ترین واقعہ ہے، جو سن ۸ ہجری کو پیش آیا۔ اس دن حق و باطل میں ایسا فرق واضح ہوا جس کی مثال نہ تاریخ میں کبھی موجود تھی اور نہ کبھی مل سکے گی۔ یہ وہ فتح ہے جس میں بنا کسی جنگ کے مسلمانوں نے مکہ فتح کیا، خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کر کے اسے دوبارہ خالصتاً مرکزِ توحید بنایا۔

اسباب و وجوہات

اسلام کے ظہور سے حق و باطل میں جو کشمکش چل رہی تھی اسے ختم کرنے کے لیے مکہ مکرمہ کو فتح کرنا ضروری تھا۔ مکہ مکرمہ کو عرب میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ جب تک مکہ مکرمہ کے لوگ اسلام کی مخالفت پر قائم تھے عرب کے بہت سے قبائل اور علاقے اسلام قبول کرنے سے ہچکچاتے تھے۔ اس لیے اس مرکزی جگہ کو اسلام کا مرکز بنانے کی خواہش مسلمانوں میں قدرتی طور پر تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ یہاں سے کفر و شرک بجائے اسلام اور توحید کی صدائیں بلند ہوں۔

صلح حدیبیہ کے معاہدہ میں ایک شرط یہ تھی کہ مسلمانوں اور قریشِ مکہ کے درمیان دس سال تک جنگ نہیں ہوگی۔ ایک اور شرط یہ تھی کہ قبائلِ عرب فریقینِ معاہدہ میں سے جس کے چاہے حلیف بن جائیں۔ چنانچہ قبیلہ بنوخزاعہ مسلمانوں کا اور بنوبکر کفار کا حلیف بن گیا۔ ان دونوں قبائل میں دیرینہ دشمنی تھی۔ ابھی صلح کو دو سال ہی گزرے تھے کہ سن ۸ ہجری میں ایک رات بنوبکر نے بنوخزاعہ پر شب خون مارا۔ بنوخزاعہ نے جان بچانے کے لیے مشکل سے حرم میں پناہ لی۔ مگر بنوبکر نے عرب روایات کا خیال کیے بغیر خانہ کعبہ کی حرمت کو نظر انداز کیا اور وہاں بھی قتل و غارت کیا۔ کفارِ مکہ نے اس قتلِ عام میں بنوبکر کا بھرپور ساتھ دیا۔ ان حالات میں بنوخزاعہ نے اپنا ایک وفد مدینہ منورہ حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ ﷺ کو تمام حالات بتائے کہ کیسے کفارِ مکہ اور بنوبکر نے معاہدے کی خلاف ورزی کی اور ہم پر ظلم کیا۔ ہم آپ ﷺ کے حلیف ہیں ہماری مدد کی جائے اور ہمیں انصاف دلایا جائے۔ اس پر آپ ﷺ نے اپنی طرف سے حضرت ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا کہ قریشِ مکہ کے سامنے

مندرجہ ذیل تین شرائط رکھنا اور کہنا ان میں سے جس شرط کو چاہیں قبول کرلیں:

- بنوخزاعہ کو ان کے مقتولین کا خون بہا دیا جائے۔
- بنوبکر کی حمایت سے دست بردار ہوجائیں۔
- یا معاہدۂ حدیبیہ کو ختم کرنے کا اعلان کردیں۔

قریش نے غرور و تکبر میں بنا سوچے سمجھے تیسری شرط کو مان لیا۔ جلد ہی کفار کو اپنے غلط فیصلے کا احساس ہو گیا اور تجدیدِ معاہدہ کے لیے ابوسفیان کو حضور ﷺ کی خدمت میں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ نے اُسے حکمت خداوندی کے تحت کوئی جواب نہ دیا۔ بعد ازاں وہ یکے بعد دیگرے، بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے پاس گیا لیکن ناکام ہو کر مکہ مکرمہ واپس لوٹنا پڑا۔

واقعات

حضور ﷺ کی قیادت میں ۱۰ رمضان المبارک ۸ ہجری کو دس ہزار کا لشکر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا۔ آپؐ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دنوں مکہ مکرمہ میں مقیم تھے وہ بھی آپ ﷺ سے آملے۔

لشکرِ اسلام نے آپؐ کی ہدایت کے مطابق وادیٔ فاطمہ جسے مرالظہران کہتے ہیں وہاں پڑاؤ ڈالا۔ آپؐ نے الگ الگ الاؤ جلانے کا حکم دیا۔ اس طرح سینکڑوں جگہوں میں آگ جلائی گئی۔ رات کی تاریکی میں اتنی تعداد میں الاؤ روشن ہونے سے مکہ مکرمہ والے حیران رہ گئے۔ قریش نے حالات کا جائزہ لینے کے لیے ابوسفیان کو بھیجا۔ ابوسفیان کی ملاقات حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ آپؓ نے ابوسفیان کو سمجھایا اور نبی ﷺ سے ملاقات کروائی۔ آپؐ کی دعوت پر انھوں نے اسلام قبول کرلیا۔

۱۷ رمضان المبارک کو اسلامی لشکر مکہ مکرمہ کی طرف بڑھا۔ اس وقت آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:۔ جو کوئی حرم میں یا حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پناہ لے یا پھر اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے ان کو کوئی تکلیف نہ دی جائے۔ ساتھ ہی لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کرکے الگ الگ راستوں سے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا حکم فرمایا۔ کسی طرف سے مکہ مکرمہ والوں کو اس لشکرِ جرار کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔ بس ایک گروہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کے سامنے آنے کی جرأت کی اور معمولی جھڑپ کے بعد میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ان میں تقریباً ۱۲ مشرک مارے گئے۔ اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر آپ ﷺ سے کوہِ صفا پر جاملے۔ یوں مکہ مکرمہ بنا کسی بڑی جنگ کے فتح ہو گیا۔

خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کرنا

خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کا گھر اور توحید کا مرکز تھا مگر مشرکینِ مکہ نے اسے بتوں سے بھرا ہوا تھا۔ حرم میں داخل ہو کر آپ ﷺ نے سب سے پہلے حجرِ اسود کو بوسہ دیا اور پھر آپ ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور ۳۶۰ بتوں کو توڑا جن کی کفار پوجا کیا کرتے تھے۔ اپنی اونٹنی پر بیٹھ کر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ طواف کے دوران نبی ﷺ کے ہاتھ میں ایک کمان تھی جس سے آپ ﷺ ان بتوں کو توڑتے جاتے تھے اور ساتھ سورہ بنی اسرائیل کی اس آیت کی تلاوت

کرتے جارہے تھے:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (بنی اسرائیل: ۸۱)

ترجمہ: اور کہہ دیجیے حق آگیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے ہی والا ہے۔

اس کے بعد آپؐ نے خانہ کعبہ کے اندر شکرانے کے نوافل ادا کیے۔ باہر آکر اہلِ قریش سے فرمایا: "قریش کے لوگو! تمھارا کیا خیال ہے کہ میں تمھارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ انھوں نے کہا: آپؐ کریم بھائی ہیں اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں۔ ہم آپ سے حسنِ سلوک کی توقع کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو تم سے وہی بات کہہ رہا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی: آج تم پر کوئی سرزنش نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔ اس موقع پر آپؐ نے اپنے بڑے سے بڑے دشمن کو بھی معاف کر دیا۔ اس کے بعد جب تک آپ مکہ مکرمہ میں مقیم رہے لوگ گروہ در گروہ اسلام قبول کرتے رہے۔ آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ۱۵ دن قیام فرمایا اور اپنے بعد حضرت عتاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ مکرمہ کا گورنر بنا کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

نتائج و اثرات

فتح مکہ دراصل عرب میں ایک شاندار انقلاب کا نقطہ عروج تھا۔ اس دن حق و باطل میں فرق ہوا۔ بیت اللہ جو کہ کفر و شرک کا مرکز بن چکا تھا اسے بتوں سے پاک کیا گیا اور تا قیامت اسے توحید اور ہدایت کا مرکز بنا دیا گیا۔ لوگوں نے اسلام قبول کرنا شروع کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے عرب میں اسلام پھیل گیا۔ اس فتح سے اندرونی خطرے ختم ہو گئے۔ فتح مکہ نبی ﷺ کے عفو و درگزر کی بہترین مثال ہے جب آپ نے اپنے جانی دشمنوں کو معاف کر دیا۔ یہ اسلام کی آفاقی تعلیمات کا مظہر بھی ہے کہ اسلام امن اور محبت کا دین ہے اور داعی اسلام خاتم المرسلینؐ تمام بنی نوع انسان کی دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے تشریف لائے ہیں۔

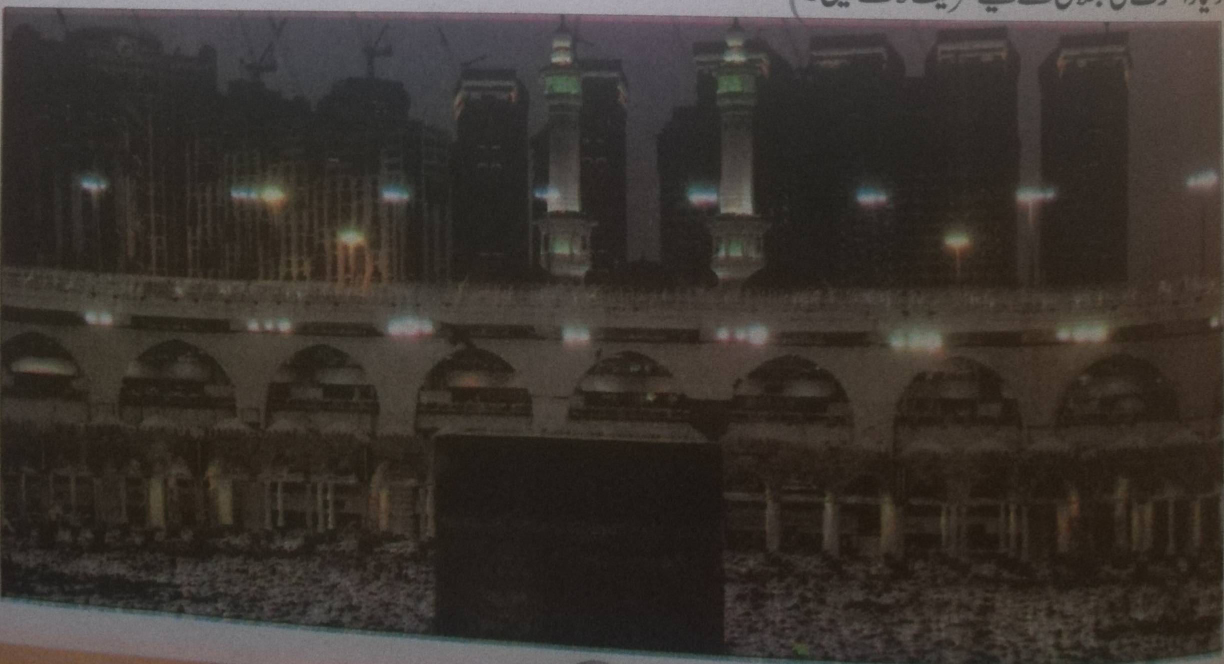

مشق

سوال نمبر ۱: دیے گئے جوابات میں سے مناسب ترین پر (✓) کا نشان لگائیں۔

۱۔ صلح حدیبیہ کے معاہدہ میں ایک شرط یہ تھی کہ مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان جنگ نہیں ہوگی:

الف) ۸ سال تک ب) ۹ سال تک ج) ۱۰ سال تک د) ۱۱ سال تک

۲۔ بنو بکر حلیف تھا:

الف) مسلمانوں کا ب) کفار کا ج) بنو خزاعہ کا د) یہودیوں کا

۳۔ بتوں کو توڑتے وقت آپ ﷺ نے تلاوت کی:

الف) سورہ الحجرات کی آیت ب) سورہ بنی اسرائیل کی آیت ج) سورہ الحدید کی آیت د) سورہ الفتح کی آیت

۴۔ بنو خزاعہ کی شکایت پر حضور ﷺ نے نمائندہ بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا:

الف) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ب) حضرت ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ج) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو د) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

۵۔ فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا:

الف) حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ب) حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ج) حضرت عتاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے د) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

سوال نمبر ۲: خالی جگہ پر کریں۔

۱۔ سن ۸ ہجری میں ایک رات ۔۔۔بنو بکر۔۔۔ نے بنو خزاعہ پر شب خون مارا۔

۲۔ فتح مکہ ۔۔۔8/آٹھ۔۔۔ ہجری میں پیش آیا۔

۳۔ لشکرِ اسلام مکہ میں ۔۔۔4/چار۔۔۔ حصوں میں تقسیم ہو کر داخل ہوا۔

۴۔ آنحضرت ﷺ نے ۔۔۔360/360۔۔۔ بتوں کو خانہ کعبہ میں توڑا۔

۵۔ آپ ﷺ نے اہل مکہ سے ارشاد فرمایا: تم سے وہی بات کہہ رہا ہوں جو ۔۔۔حضرت یوسف۔۔۔ نے اپنے بھائیوں سے کہی تھی۔

سوال نمبر ۳: درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

۱۔ فتح مکہ سے پہلے صلح حدیبیہ کی کس شرط کی خلاف ورزی کی گئی؟

۲۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ نے کفار مکہ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

۳۔ حضور ﷺ نے لشکرِ اسلام کو چار حصوں میں کیوں تقسیم کیا؟

۴۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیسے اسلام قبول کیا؟

۵۔ حضور ﷺ نے کفار مکہ پر رعب ڈالنے کے لیے کیا تدابیر اختیار کیں؟

*Extra Question

س۔ آپ ﷺ نے حضرت حمزہ کو کفار مکہ کے سامنے کون سی شرائط پیش کرنے کا حکم دیا؟

سوال نمبر ۴: درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب لکھیں۔

۳۔ 6 فتح مکہ کے اسباب و وجوہات بیان کریں۔

۴۔ 7 فتح مکہ کے نتائج و اثرات بیان کریں۔

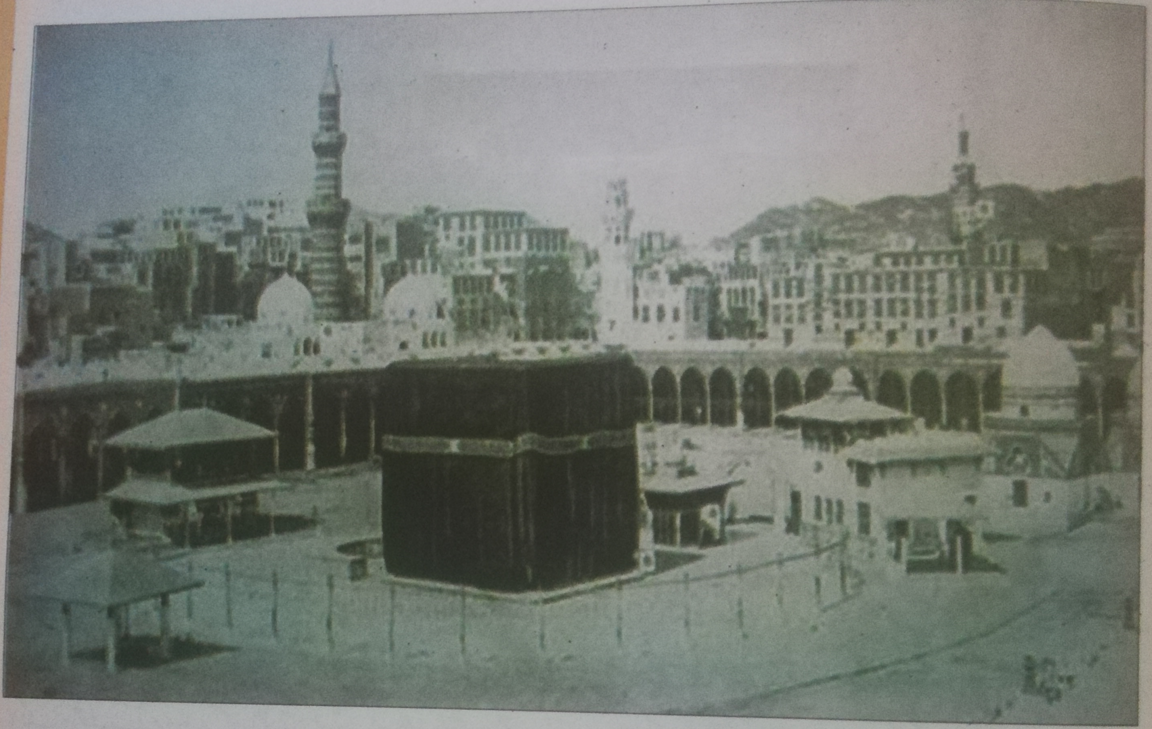

سرگرمی

- فتح مکہ کے موقع پر آپ ؐ نے عفو و درگزر سے کام لیا، اس کو ہم عملی زندگی میں کیسے اپنا سکتے ہیں اس کے بارے میں جماعت میں بات چیت کر کے چند نکات تحریر کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو فتح مکہ کے مزید واقعات سنائیں۔
- فتح مکہ سے قبل مسلمانوں اور عرب کے حالات سے آگاہ کرتے ہوئے اس کی اہمیت کو واضح کریں۔

عنوان: فتح مکہ اسلامیات: جماعت: ہفتم

(سوال 2، 1 کا جواب کتاب میں نشان لگا دیا ہے)

درج ذیل سوالات کے مختصر جواب لکھیں۔

۳۔ حضور ﷺ نے لشکر اسلام کو چار حصوں میں کیوں تقسیم کیا؟

ج۔ آپ ﷺ کفار مکہ سے جنگ نہیں چاہتے تھے اس لیے آپ ﷺ نے لشکر اسلام کو چار حصوں میں تقسیم کر کے مکہ میں داخل ہونے کا حکم فرمایا۔ اس طرح کفار مکہ کو مسلمانوں کے عظیم لشکر سے لڑنے کی ہمت نہ ہوئی سوائے حضرت خالدؓ بن ولید کے دستے کے کسی جگہ مسلمانوں کی جھڑپ کفار مکہ سے نہ ہوئی اور مکہ مکرمہ معمولی سی جھڑپ کے بعد فتح ہو گیا۔

- سوال نمبر 1 کا جواب کتاب کے صفحہ نمبر 33 پر نشان لگا دیا ہے وہاں سے دیکھ کر لکھ لیں۔
- سوال نمبر: 2 کا جواب صفحہ نمبر 35 پر موجود ہے۔ دیکھ کر لکھ لیں۔
- سوال نمبر: 4 کا جواب صفحہ نمبر 34 پر موجود ہے۔ ״

۵۔ آپ ﷺ نے کفار مکہ پر رعب ڈالنے کے لیے کیا تدابیر اختیار کیں؟

ج: آپ ﷺ نے مسلمان فوج کو حکم دیا کہ رات کو مختلف ٹولیوں میں بٹ جاؤ اور ہر ٹولی اپنا اپنا خیمہ لگا کر اس میں آگ روشن کرے یہ آپ ﷺ کی جنگی چال تھی تاکہ رات کی تاریکی میں جگہ جگہ آگ دیکھ کر کفار مکہ پر نفسیاتی اثر پڑے۔ اور ان کے ذہن میں یہ بات آ جائے کہ مسلمانوں کے ایک بہت بڑے لشکر نے ہر طرف سے امڈ کر مکہ کا محاصرہ کر لیا ہے۔ یہ جنگی چال کامیاب رہی اور دشمن کے حوصلے پست ہو گئے۔ اور وہ مسلمانوں کے مقابلے کے لیے نہ نکلے۔

ساتھ ہی لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کر کے الگ الگ راستوں سے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ اس طرح مکہ والوں کو اس لشکر جرار کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

نتائج واثرات

س: فتح مکہ کے نتائج واثرات بیان کریں۔

(فتح مکہ دراصل عرب میں ایک شاندار انقلاب کا نقطہ عروج تھا۔ اس دن حق و باطل میں فرق ہوا۔ بیت اللہ جو کہ کفر و شرک کا مرکز بن چکا تھا اسے بتوں سے پاک کیا گیا اور تا قیامت اسے توحید اور ہدایت کا مرکز بنا دیا گیا۔ لوگوں نے اسلام قبول کرنا شروع کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے عرب میں اسلام پھیل گیا۔ اس فتح سے اندرونی خطرے ختم ہو گئے۔ فتح مکہ نبی ﷺ کے عفو درگزر کی بہترین مثال ہے جب آپ نے اپنے جانی دشمنوں کو معاف کر دیا۔ یہ اسلام کی آفاقی تعلیمات کا مظہر بھی ہے کہ اسلام امن اور محبت کا دین ہے اور داعی اسلام خاتم المرسلینؐ تمام بنی نوع انسان کی دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے تشریف لائے ہیں۔)

(part 1) (7

(ازالۃ الخفا جلد 2 ص 16)

اس غزوہ نے لوگوں کو اسلام سے بہت قریب کر دیا اور اس فتح کے بعد پورے جزیرۃ العرب کے دینی اور سیاسی منظر پر مسلمان آفتاب عالم تاب کی طرح چمکنے لگے اور اب ہر قسم کی دنیوی قیادت بھی مسلمانوں کے ہاتھوں میں آ گئی اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے شروع ہو گئے۔ فتح مکہ کے بعد مکہ اور اس کا حرم از سر نو امن و سلامتی کا گہوارہ بن گئے جہاں سے توحید کے نور کی درخشندہ اور تابندہ کرنیں فضاؤں سے گزر کر آسمان سے ٹکرانے لگیں۔ وہ کرنیں جن کی ضیاء نے چودہ سو سال سے تمام کرۂ ارض کو منور کر رکھا ہے۔